السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے اپنے ملک سے عراق کا سفر کیا جب کہ میرے اور میری بیوی کے درمیان غلط فہمی اور غصہ تھا جس کے نتیجہ میں وہ گھر چھوڑ کر میکے چلی گئی اور میں عراق چلا گیا۔ عراق میں دوران قیام میری نیت تھی کہ میں اس کو طلاق دے دوں گا، اور عملاً میں نے اپنے قریبی رشتے دار کے نام عورت کو طلاق دینے کا وکالت نامہ تیار کیا لیکن غور وفکر اور وکالت نامہ بھیجنے میں پیدا ہونے والے تردد اور جدائی پر دو سال گزرنے کے بعد۔ کیا میری بیوی واپسی پر مطلقہ ہوجائے گی؟ کیونکہ میری نیت اس کو طلاق دینے کی تھی۔ دوسری بات یہ کہ جب میں مصر لوٹوں گا اور اس سے رجوع کرنا چاہوں گا تو کیا پہلے طلاق دوں اور پھر اس سے رجوع کر لوں؟ یا یہ کہ میری نیت نافذ نہیں ہوگی کیونکہ جب میں نے اس کو طلاق دینے کی نیت کی تھی تب میں غصے میں تھا؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

انسان کو چاہیے کہ وہ جو کام بھی کرنا چاہے اس میں عقل وشعور سے کام لے، خاص طور پر بیوی کو طلاق دینے والے سنگین معاملے میں، اور تب تک کسی کام پر اقدام نہ کرے جب تک وہ اس کے نتائج اور تصرف کو استعمال کرنے کے بعد حاصل ہونے والے نتائج پر نظر وفکر نہ کر لے۔

اور سائل نے ذکر کیا کہ یقیناً اس نے عزم کر لیا تھا کہ وہ کسی کو اپنی بیوی کو طلاق دینے کے لیے وکیل بنائے مگر اس طرح کا عزم اور نیت اگرچہ وہ پختہ ہی کیوں نہ ہو اس سے طلاق نہیں ہوتی ہے۔ کیونکہ طلاق خاوند یا اس کے وکیل کے طلاق بولنے سے واقع ہوتی ہے، اور سائل کے سوال کے مطابق نہ اس نے طلاق کا لفظ بولا اور نہ ہی اس شخص نے بولا جس کو وہ طلاق کا وکیل بنانا چاہتا تھا۔

اس بنا پر بیوی اس کی زوجیت میں باقی ہے۔ اور اس کو مصر آنے کے بعد طلاق دینے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ طلاق کا سبب غلط فہمی اور غصہ تھا اور اب وہ جاتا رہا ہے، لہذا اب اس کو طلاق دینے کی ضرورت نہیں، وہ بدستور اس کی زوجیت میں ہے۔ اسی طرح ہر وہ شخص جو اپنی بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ تو کرے مگر نہ طلاق کا لفظ بولے اور نہ لکھے تو بیوی مطلقہ نہیں ہوگی۔ (فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

عورتوں کے لیے صرف

صفحہ نمبر 480

محدث فتویٰ